Open Access
Al-Marjān Research Journal
ISSN(E): 3006-0370
ISSN(P): 3006-0362
al-marjan.com.pk

Limits of Utilizing Maqasid al-Shariah in Resolving Contemporary Issues

جدید مسائل کے حل میں مقاصد شریعہ سے استمداد کی حدود

Authors Details

1. Muhammad Rafique (Corresponding Author)
M Phil Scholar, Department of Islamic Studies, Ghazi university, D.G. khan, Pakistan. qarirafique59@gmail.com

2. Atta ur Rehman
M Phil Scholar, Department of Islamic Studies, Ghazi university, D.G. khan, Pakistan.

3. Mirza Muhammad Ali Raza
M Phil Scholar,Department of Islamic Studies,Ghazi university,D.G.khan, Pakistan.

Citation

Rafique Muhammad and Atta ur Rehman and Mirza Muhammad Ali Raza " Limits of Utilizing Maqasid al-Shariah in Resolving Contemporary Issues."Al-Marjān Research Journal, 3, no.1, Jan-Mar (2025): 169– 179.

Submission Timeline

Received: Dec 08, 2024
Revised: Dec 23, 2024
Accepted: Jan 01 , 2024
Published Online: Jan 09, 2025

Publication, Copyright & Licensing

Article QR

Al-Marjān Research Center, Lahore, Pakistan.

All Rights Reserved © 2023.
This article is open access and is distributed under the terms of Creative Commons Attribution 4.0 International License

INDEX COPERNICUS INTERNATIONAL
ISSN INTERNATIONAL STANDARD SERIAL NUMBER INTERNATIONAL CENTRE
HJRS HEC Journal Recognition System

Limits of Utilizing Maqasid al-Shariah in Resolving Contemporary Issues

جدید مسائل کے حل میں مقاصد شرعیہ سے استمداد کی حدود

☆محمد رفیق ☆عطاالرحمان ☆مرزا محمد علی رضا

Abstract

This study examines the boundaries and limitations of using Maqasid al-Shariah (objectives of Islamic law) to address contemporary issues. Maqasid al-Shariah, which focuses on the higher objectives of Islamic law such as the protection of religion, life, intellect, lineage, and property, offers a framework for interpreting and applying Islamic principles to modern challenges. This research explores how these objectives can be effectively applied in resolving new and complex issues while also addressing the limitations and challenges faced in this process. By analyzing contemporary cases and legal scenarios, the study investigates the practical constraints and theoretical boundaries of employing Maqasid al-Shariah in modern jurisprudence. The research aims to provide a balanced view on how far the objectives of Shariah can guide legal reasoning and decision-making in today's context, offering insights into the dynamic interaction between traditional jurisprudential principles and evolving societal needs.

Keywords: Maqasid al-Shariah, contemporary issues, Islamic law, legal reasoning, modern jurisprudence, objectives-based approach, practical limitations.

تعارف موضوع

اللہ رب العزت کا بے پناہ احسان ہے کہ جس نے اسلام جیسے دین سے نوازا۔ اس کے بنیادی اصول جہاں ایک طرف ناقابلِ تغییر و تنسیخ ہیں تو وہاں اس کی جزئیات میں اتنا تنوع و لچک ہے کہ ہر دور میں نئے پیش آنے والے مسائل کا حل یہ بیان کرتی ہیں اور جسے علماء کرام اجتہاد کے نام سے تعبیر کرتے ہیں۔ فقہاء کرام اور اصولیین نے اجتہاد کے مختلف مصادر و آلات بیان فرمائے ہیں جن میں کتاب اللہ، سنت رسول اللہ، اجماع، قیاس، استحسان، استصحاب، مصالح مرسلہ، عرف، شرائع من قبلنا، مقاصد شریعت، سد الذرائع اور دیگر شامل ہیں اور جن کو فقہاء کرام ہر دور میں اپنی فقہی ضروریات کے پیش نظر استعمال کرتے آئے ہیں۔ عصر حاضر میں جدید مسائل کے حل میں جس آلہ اجتہاد سے معاصر فقہاء کرام نے سب سے زیادہ اخذ و استفادہ کیا اور جس کی طرف خصوصی توجہ دی وہ مقاصد شریعت ہے۔ اس کی بنیادی طور پر دو بڑی وجوہات ہیں، پہلی وجہ یہ کہ پچھلی دو صدیوں سے دنیا کی زمام اقتدار اسلام دشمن قوتوں کے ہاتھ میں ہے، غیر مسلم ممالک تو کجا اکثر مسلم ممالک میں بھی مغرب کا تراشیدہ نظام حکومت رائج ہے۔ سیاسی، سماجی، معاشی اور معاشرتی زندگی کے تمام شعبوں میں اسلامی شریعت کی بجائے یورپ و امریکہ سے درآمد کنندہ قوانین نافذ العمل ہیں۔ اس ضمن میں عالم اسلام میں تجدید و احیائے اسلام کی متعدد تحریکیں بھی چلیں۔ دوسری اہم وجہ سائنسی ایجادات ہیں

☆ ایم فل اسکالر شعبہ اسلامیات، غازی یونیورسٹی، ڈی جی خان، پاکستان۔

☆ ایم فل اسکالر شعبہ اسلامیات، غازی یونیورسٹی، ڈی جی خان، پاکستان۔

☆ ایم فل اسکالر شعبہ اسلامیات، غازی یونیورسٹی، ڈی جی خان، پاکستان۔

جنھوں نے ایک طرف انسانوں کے لیے سہولت و آسانی پیدا کی اور انسانی نظام زندگی کا نقشہ ہی بدل کر رکھ دیا تو دوسری طرف ان ایجادات سے معاشرت، معیشت، طب اور بین الاقوامی معاملات کے بارے میں نئے مذہبی مسائل نے جنم لیا، لوگوں کے عرف و احوال اور وسائل و ظروف میں تبدیلی واقع ہوئی اور وہ اخلاقی انحطاط کا شکار ہوئے۔ ان تمام وجوہات کے پیشِ نظر معاصر مجتہدین نے جدید مسائل کے حل میں مقاصد شریعت کو بطور آلہ اجتہاد استعمال کیا اور اس سے خصوصی اعتناء برتا۔

عصر حاضر میں مقاصد شریعت کو بطور آلہ اجتہاد استعمال کرنے سے متعلق دو طرح کے نظریات پائے جاتے ہیں اور دو طبقات اُبھر کر سامنے آتے ہیں۔ ایک طبقہ وہ جسے ہم روایتی علماء سے تعبیر کر سکتے ہیں اور یہ لوگ تفریط کا شکار ہوئے۔ جن کے نزدیک جدید مسائل کے حل میں اجتہاد و استنباط کے دیگر مصادر کے ہوتے ہوئے مقاصد شریعت کی ضرورت نہیں۔ مثلاً وہ کہتے ہیں کہ کسی چیز کے مقصود شرعی ہونے کا مطلب علماء مقاصد کے ہاں یہ لیا جاتا ہے کہ شریعت مطہرہ نے تمام احکام یا چند مخصوص احکام دیتے ہوئے اس چیز کو ملحوظ رکھا تھا اور حکم شرعی کی بنیاد یہی بات تھی، اس تشریع کے مطابق مقصد شریعت مدار حکم ٹھہرا یعنی یہ مقصد موجود ہو تو حکم بھی متوجہ ہو گا اور یہ معدوم ہو تو حکم بھی معدوم ہو گا۔ اس معنی میں کسی چیز کو مقصود شرعی قرار دینا اصول فقہ کی اصطلاح میں استنباط و تعلیل کے مترادف ہے اور یہ مقصد اجتہاد کے دیگر مصادر و آلات قیاس و استحسان وغیرہ سے حاصل ہو سکتا ہے کیونکہ اجتہاد کا بنیادی مقصد ہی یہی ہے کہ منصوص مسئلہ میں غور و فکر کر کے اس حکم کی علت و اساس دریافت کی جائے پھر اس جیسے دوسرے غیر منصوص مسئلہ میں وہی علت تلاش کر کے اس میں بھی وہی حکم جاری کیا جائے۔ یہ طبقہ مقاصد شریعت کو دین کی مادی تعبیر اور شریعت کے باب میں من مانی تشریحات سے تعبیر کرتا ہے۔

دوسرا طبقہ وہ ہے کہ جنھوں نے جدید مسائل کے حل میں مقاصد شریعت سے اخذ و استنباط پر حد درجہ زور دیا اور مقاصد شریعت سے استنباط میں غلو کرتے ہوئے افراط کا شکار ہوئے۔ مثلاً چور کے ہاتھ کاٹنے کی بجائے قید کرنا، قصاص کی بجائے قید کرنا، اموال زکوۃ کو فلاحی کاموں میں خرچ کرنا، تورق، تولید کے جدید طریقوں کی اجازت، بیوع باطلہ و مکروہہ کی اجازت وغیرہ ایسے فتاوی ہیں جن میں مقاصد شریعت سے حد درجہ استفادہ کیا گیا اور جائز کو ناجائز اور ناجائز کو جائز میں تبدیل کیا گیا۔ شریعت کے عمومی مصالح و مقاصد پر انفرادی مصالح کو ترجیح دی گئی۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ دونوں نظریات و آراء میں تطبیق و توافق قائم کیا جائے۔ نہ تو مقاصد شریعت سے بالکل اعراض کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی نصوص شرعیہ کو پس پشت ڈال کر مقاصد شرعیہ سے استنباط کیا جا سکتا ہے۔ معتدل اور درمیانی راہ یہی ہے کہ مقاصد شرعیہ سے استنباط کے دوران فقہاء کے بیان کردہ حدود و ضوابط کی پاسداری کی جائے۔ ذیل میں علماء مقاصد کی مقاصد شرعیہ سے استنباط کی حدود اور ضوابط کو بیان کیا جاتا ہے۔

مقصد و مصلحت کی تحدید کے قواعد

علماء مقاصد کی عبارات کے استقراء سے مصلحت و مقصد کی حد بندی سے متعلق جو عمومی قواعد سامنے آتے ہیں وہ یہ ہیں:

۱) ”القاعدة المقررة ان الشرائع انما جيئ بها لمصالح العباد فالامر والنهى والتخيير بينها راجعة الى حظ المكلف ومصالحه“[1]

”قاعدہ مقررہ یہ ہے کہ شرائع تمام بندوں کے مصالح کے لیے آئی ہیں پس امر، نہی اور تخییر مکلف کے حظ اور مصالح کی طرف راجع ہوتے ہیں“

۲) ”ان الشارع وضع الشريعة على اعتبار المصالح باتفاق“[2]

[1]: Al-Shāṭibī, Abū Isḥāq, *Al-Muwāfaqāt* (Beirut: Dār al-Kutub al-ʻIlmīyah, n.d.), 1: 234.

"بے شک شارع نے شریعت کو بالاتفاق مصالح کے اعتبار پر وضع کیا ہے"

۳) "تكاليف الشريعة ترجع الى حفظ مقاصدها فى الخلق وهذه المقاصد ثلاثة اقسام احدها ان تكون ضرورية والثانى ان تكون حاجية والثالث ان تكون تحسينية"[3]

"شریعت کی تمام تکالیف مخلوق میں اپنے مقاصد کی حفاظت کی طرف لوٹتی ہیں اور ان مقاصد کی تین اقسام ہیں پہلے ضروری، دوسرے حاجیاتی اور تیسرے تحسینی مقاصد"

۴) "ان الاصول الكلية التى جاءت الشريعة بحفظها خمسة وهى الدين، والنفس والعقل والنسل والمال"[4]

"بے شک اصولی کلیات جن کی حفاظت کے لیے شریعت آئی ہے وہ پانچ ہیں اور وہ دین، نفس، عقل، نسل اور مال وغیرہ ہیں"

(۵) "المصالح المجتلبة شرعا والمفاسد المستدفعة انما تعتبر من حيث تقام الحياة الدنيا للحياة الأخرى لا من حيث اهواء النفوس فى جلب مصالحها العادية او درءِ مفاسدها العادية"[5]

"شرعاً حاصل کردہ مصالح اور دفع کردہ مفاسد کا صرف اس حیثیت سے اعتبار کیا جائے گا کہ دنیوی زندگی کو اخروی زندگی کے لیے قائم کیا جائے۔ عادی مصالح کے حصول یا عادی مفاسد کو دور کرنے میں نفسانی خواہشات کا اعتبار نہیں کیا جائے گا"

(۶) "كل اصل شرعى تخلف فى جريانه على وفق الاصول الثابتة فلا يطرد وليس باصل يعتمد عليه ولا قاعدة يستند إليها"[6]

"ہر وہ اصل شرعی جو اپنے اجراء میں شریعت کے اصول ثابتہ کے خلاف ہو تو وہ اصل مدار حکم نہیں رہتی، اس اصل پر اعتماد نہیں کیا جاتا اور نہ ہی اس پر کسی قاعدہ کی بنیاد رکھی جاتی ہے"

(۷) "كل اصل شرعى لم يشهد له نص معين وكان ملائما التصرفات الشرع ومأخوذا معناه من ادلته فهو صحيح يبنى عليه ويرجع اليه اذا كان ذلك الاصل قد صار بمجموع ادلته مقطوعا به"[7]

"ہر وہ اصل شرعی جس کی کسی معین نص سے تائید نہ ہوتی ہو اور وہ شرع کے تصرفات کے موافق ہو اور اس کا مفہوم اس کے دلائل سے اخذ کیا جائے تو وہ صحیح ہے جس پر بنیاد رکھی جاسکتی ہے اور اس کی طرف رجوع کیا جاسکتا ہے۔ جب یہ اصل صحیح ہو تو اس کے مجموعی دلائل قطعی بن جاتے ہیں"

(۸) "كل مايضمن حفظ الاصول الخمسة فهو مصلحة، وكل مايفوت هذه الاصول فهو مفسدة ودفعها مصلحة"[8]

---

[2]: Al-Shāṭibī, *Al-Muwāfaqāt*, 1: 221.
[3]: Al-Shāṭibī, *Al-Muwāfaqāt*, 2: 17.
[4]: Al-Shāṭibī, *Al-Muwāfaqāt*, 3: 236.
[5]: Al-Shāṭibī, *Al-Muwāfaqāt*, 2: 63.
[6]: Al-Shāṭibī, *Al-Muwāfaqāt*, 1: 155-156.
[7]: Al-Shāṭibī, *Al-Muwāfaqāt*, 1: 32.
[8]: Al-Ghazālī, Abū Ḥāmid, *Al-Mustaṣfā* (Beirut: Dār al-Fikr, n.d.), 1: 174.

"ہر وہ مصلحت جو اصول خمسہ کی حفاظت کو متضمن ہو تو وہ مصلحت کہلائے گی اور جو ان اصول خمسہ کی محافظت سے خالی ہو وہ مفسدہ کہلائے گی اور اس مفسدہ کو دور کرنا بھی مصلحت ہے"

(۹) "كل مصلحة لاترجع الى حفظ مقصود فهم من الكتاب والسنة والاجماع وكانت من المصالح الغريبة التى لاتلائم تصرفات الشارع فهى باطلة"[9]

"ہر وہ مصلحت جو کتاب و سنت اور اجماع سے سمجھ آنے والے مقصد کی حفاظت کی طرف نہیں لوٹتی اور وہ مصالح غریبیہ اجنبیہ میں سے ہو کہ جن کی تصرفات شارع سے کوئی مناسبت نہیں ہوتی پس وہ مصلحت باطل ہے"

(۱۰) "اتباع المصالح مع مناقضة النص باطل"[10]

"نص میں مناقضہ کے ساتھ مصالح کا اتباع کرنا باطل ہے"

(۱۱) "انما تطلب الاٴحكام من مصالح تجانس مصالح الشارع اذا فقدنا تنصيص الشرع على الحكم"[11]

"بے شک احکام کو طلب کیا جائے گا شارع کے مصالح کے مشابہ مصالح سے جب کسی حکم پر شریعت کی نص مفقود ہو"

(۱۲) "يجب ان يكون اتباع المصالح مبنيا على ضوابط الشرع ومراسمه"[12]

"مصالح کی اتباع شریعت کے ضوابط اور مراسم پر مبنی ہونی چاہیے"

(۱۳) "كل مصلحة يعلم على القطع وقوعها فى زمن الصحابة وامتناعهم عن القضاء بموجبها فهى متروكة"[13]

"ہر وہ مصلحت جس کا وقوع صحابہ کرامؓ کے زمانہ میں ہوا اور انہوں نے اس مصلحت کے مؤجب کے ساتھ حکم دینے سے منع فرمایا پس وہ مصلحت متروک ہے"

مقاصد کی معرفت سے متعلقہ قواعد

(۱) "مقاصد الشرع تعرف بالكتاب والسنة والاجماع"[14]

"شریعت کے مقاصد کو کتاب اللہ، سنت رسول ﷺ اور اجماع کے ذریعے پہچانا جائے گا"

(۲) "العقول التى بها يحصل التكليف وبها تدرك مصالح الدنيا"[15]

"اور عقول جن کی بنیاد پر تکلیف کا حصول اور مصالح دنیا کا ادراک ہوتا ہے"

(۳) "لاننكر اشارة العقول الى جهة المصالح والمفاسد و تحذيرها المهالك وترغيبها فى جلب المنافع والمقاصد"[16]

---

[9]: Al-Ghazālī, *Al-Mustaṣfā*, 1: 179.

[10]: Al-Ghazālī, Abū Ḥāmid, *Iḥyā' 'Ulūm al-Dīn* (Beirut: Dār al-Ma'rifah, n.d.), 4: 115.

[11]: Ibn Taymiyyah, *Shifā' al-Ghalīl* (Beirut: Dār al-Kutub, n.d.), 1: 220.

[12]: Ibn Taymiyyah, *Shifā' al-Ghalīl*, 1: 245.

[13]: Al-Ghazālī, *Iḥyā' 'Ulūm al-Dīn*, 2: 241.

[14]: Al-Shāṭibī, *Al-Muwāfaqāt*, 2: 101.

[15]: Al-Shāṭibī, *Al-Muwāfaqāt*, 3: 134, 135, 139, 156.

"پس ہم انکار نہیں کر سکتے کہ عقول مصالح و مفاسد کی طرف رہنمائی کرتی ہیں، مہالک سے بچاتی ہیں اور منافع و مقاصد کے حصول کی ترغیب دیتی ہیں"

(۴) "والعقل الغریزی لیس کافیا فی تفهم مصالح الدین والدنیا و انما تفیدها التجربة والممارسة"[17]

"دینی و دنیاوی مصالح کو سمجھنے کے لیے محض عقل کافی نہیں، تجربہ و ممارست بھی ان کی تفہیم کا فائدہ دیتے ہیں"

(۵) عربی زبان کے تقاضوں کے مطابق شارع کے مقاصد کی معرفت حاصل کرنا۔[18]

(۶) محض اوامر و نواہی کی پہچان سے شارع کے مقاصد کی معرفت حاصل کرنا۔

(۷) اوامر و نواہی کی علتوں کی پہچان سے شارع کے مقاصد کی معرفت حاصل کرنا۔

(۸) مقاصد اصلیہ و تبعیہ کی پہچان سے شارع کے مقاصد کی معرفت حاصل کرنا۔

(۹) مقتضی کے باوجود مسکوت عنہ مسائل کی پہچان سے شارع کے مقاصد کی معرفت حاصل کرنا۔[19]

(۱۰) استقراء شریعت سے شارع کے مقاصد کی معرفت حاصل کرنا۔[20]

تکملات مصالح سے متعلق قواعد

۱) "المکمل اذا عاد علی الاصل بالنقض سقط اعتباره"[21]

"مکمل جب اصل کے نقض کی طرف لوٹے تو اس کا اعتبار ساقط ہو جائے گا"

۲) "ان فی ابطال الاصل ابطال التکملة"[22]

"جب اصل کسی وجہ سے باطل ہو جائے تو تکملہ بھی باطل ہو جائے گا"

۳) "المکمل للمکمل مکمل"[23]

"کسی مقصد کے تکملہ کا تکملہ اصلی تکملہ کہلائے گا اور اس پر وہی حکم جاری ہو گا جو اصلی تکملہ کا ہے"

۴) "المقاصد الضروریه فی الشریعة اصل للحاجیة والتحسینیة"[24]

"مقاصد ضروریہ شریعت میں اصل ہیں حاجیہ اور ضروریہ کے لیے اور یہ اس کے تکملات ہیں۔"

---

[16]: Al-Shāṭibī, *Al-Muwāfaqāt*, 1: 31.

[17]: Al-Shāṭibī, *Al-Muwāfaqāt*, 1: 288.

[18]:Al-Shāṭibī, *Al-Muwāfaqāt*, 2: 26.

[19]: Al-Qarāfī, *Anwār al-Burūq fī Anwāʾ al-Furūq* (Beirut: Dār al-Fikr, n.d.), 2: 33.

[20]: Al-Qarāfī, *Anwār al-Burūq fī Anwāʾ al-Furūq*, 1: 211.

[21]: Ibn Taymiyyah, *Qawāʿid al-Aḥkām fī Maṣāliḥ al-Anām* (Beirut: Dār al-Fikr, n.d.), 1: 86.

[22]: Al-Shāṭibī, *Al-Muwāfaqāt*, 3: 57.

[23]: Ibn Taymiyyah, *Sharḥ Taqnīḥ al-Fuṣūl* (Beirut: Dār al-Fikr, n.d.), 168.

[24]: Ibn Taymiyyah, *Al-Ijtihād al-Maqāṣidī* (Beirut: Dār al-Fikr, n.d.), 2: 25.

مقاصد کے وسائل سے متعلقہ قواعد

۱) ”للوسائل احکام المقاصد“[25]

”وسائل پر مقاصد کے حکم کا اطلاق ہو گا“

یعنی اگر مقصد عظیم اور افضل ہو گا تو اس کا وسیلہ بھی عظیم تر ہو گا اور اگر مقصد ارذل ہو گا تو وسیلہ بھی ارذل ترین ہو گا۔

(۲) ”قدتکون وسیلة المحرم غیر محرمة اذا افضت الی مصلحة راجحة“[26]

”کبھی حرام کام کا وسیلہ حرام نہیں ہوتا جب وہ راجح مصلحت کی طرف لے جائے“

بعض اوقات کام حرام ہوتا لیکن وسیلہ حرام نہیں ہوتا بلکہ عظیم مصلحت کی خاطر اسے اختیار کیا جاتا ہے جیسکہ کفار کو مال عطا کرنا ان کو معاشی طور پر مضبوط بنانے کے لیے حرام ہے۔ لیکن مسلمان قیدیوں کو چھڑوانے کی غرض سے یہ وسیلہ جائز ہو گا۔

(۳) ”کلما سقط اعتبار المقصد سقط اعتبار الوسیلة“[27]

”جب مقصد کا اعتبار ساقط ہو جائے گا تو وسیلہ بھی معتبر نہ ہو گا“

مقاصد میں ترجیحات سے متعلق قواعد

۱) ”فالضروریات آکدها ثم تلیها الحاجیات والتحسینیات“[28]

”مقاصد میں سے ضروری مقاصد سب سے زیادہ موکد ہیں پھر اس کے بعد حاجیات اور تحسینیات ہیں“

۲) ”المصالح العامة مقدمة علی المصالح الخاصة“[29]

”مصالح عامہ کو مصالح خاصہ پر مقدم کیا جائے گا“

۳) ”اعظم المصالح جریان الامور الضروریة الخمسة المعتبرة فی کل ملة وان اعظم المفاسد ما یکر بالاخلال علیها“[30]

”عظیم مصالح وہ ہیں جو ضروریات خمسہ معتبرہ کے جریان میں پائے جاتے ہیں اور عظیم مفاسد وہ ہیں جو ان میں خلل پیدا کریں“

۴) المصلحة الاصلیة اولی من التکمیلیة“[31]

”مصلحت اصلی تکمیلیہ سے اولیٰ ہے“

۵) ”درء المفاسد أشد من عنایتهم بالمصالح“[32]

---

[25]: Ibn Taymiyyah, *Ḍawābiṭ al-Maṣlaḥah fī Sharī'ah al-Islāmīyah* (Beirut: Dār al-Fikr, n.d.), 119.

[26]: Al-Raysūnī, Aḥmad, *Al-Fikr al-Maqāṣidī* (Beirut: Dār al-Fikr al-Mu'āṣir, 1999), 59.

[27]: Ibn Qayyim, *I'lām al-Muwaqqi'īn* (Beirut: Dār al-Kutub al-'Ilmīyah, n.d.), 1: 89.

[28]: Ibn Taymiyyah, *Al-Ijtihād al-Maqāṣidī*, 2: 34.

[29]: Ibn Taymiyyah, *Ḍawābiṭ al-Maṣlaḥah fī Sharī'ah al-Islāmīyah*, 129.

[30]: Ibn Taymiyyah, *Al-Ijtihād al-Maqāṣidī*, 2: 40.

[31]: Ibn Taymiyyah, *Al-Ijtihād al-Maqāṣidī*, 2: 42.

"صاحب شرع کی مفاسد کو دور کرنے کی طرف توجہ زیادہ ہونی چاہیے بالنسبت مصالح کے حصول کی طرف"

۶) "اذا كانت مفسدة الشيئ تثبت فى جميع الاحوال ومفسدة غيره لاتثبت الا فى حالة دل ذلك على أن اعتناء صاحب الشرع بما تعم مفسدته جميع الاحوال اقوى"[33]

"جب کسی چیز کا مفسدہ تمام احوال میں پایا جائے جبکہ دوسرا مفسدہ چند حالتوں میں پایا جاتا ہے یہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ صاحب شرع کی توجہ عمومی مفسدہ کی طرف زیادہ ہے جو اقوی ہے"

اس قاعدہ کا خلاصہ یہ ہے کہ عمومی مفسدہ کو ازالہ کے اعتبار سے خاص مفسدہ پر مقدم کیا جائے گا۔

۷) "يرجح الكلى على الجزئى"[34]

"کلی مصالح کو جزوی مصالح پر ترجیح حاصل ہو گی"

۸) "حفظ البعض اولىٰ من تضييع الكل"[35]

"بعض مقصد کی حفاظت اولیٰ ہے تمام کے ضائع ہونے سے"

متقدمین فقہاء کرام اور علماء مقاصد کی اس طرح کی بے شمار عبارات ہیں جو مقاصد کے حدود اربعہ، مقاصد کی معرفت کے طرق، مقاصد اور وسائل میں فرق اور مقاصد میں ترجیحات کو واضح کرتی ہیں۔ تاہم متاخرین فقہاء کرام نے ان مقاصدی قواعد سے متعلقہ عبارات کو مزید منضبط کر کے درج ذیل نکات کی صورت میں پیش کیا۔

۱) مقصد شرعی ہو۔[36]

یعنی جس مقصد کی بنیاد پر حکم لگایا جا رہا ہے اس کی بنیاد نصوص شرعیہ ہوں اور وہ مقصد ان کے موافق ہو نا کہ اس کی بنیاد شہوات پر مبنی ذاتی فکر ہو۔ علامہ سعید رمضان البوطی اس قاعدہ کو "اندراجها فى مقاصد الشارع"[37] سے تعبیر کرتے ہیں۔ شریعت کے مقاصد کو پانچ امور دین، نفس، عقل، نسل اور مال کی حفاظت میں منحصر کیا جا سکتا ہے پھر ہر مقصد کے تین درجے ضروری، حاجی اور تحسینی ہیں۔ پس جو مقصد ان مقاصد کی رعایت کرے گا وہ شرعی ہو گا اور جو ان کی رعایت نہیں کرے گا وہ شرعی نہ ہو گا۔ یعنی کسی مقصد کو بغیر شرعی دلیل کے مدار حکم ٹھہرانا جائز نہیں۔ چنانچہ ڈاکٹر احمد ریسونی اس بارے میں لکھتے ہیں:

"مقاصد الشريعة سواء كانت عامة او خاصة، كلية او جزئية لا يجوز القول بها ولا تحديدها ولا اثباتها ولا نفيها الا بدليل فنسبة مقصد ما الى الشريعة هو كنسبة قول او حكم الى الله تعالىٰ لان الشريعة شريعته والقصد قصده"[38]

---

[32]: Ibn Qayyim, *I'lām al-Muwaqqi'īn*, 1: 89.

[33]: Ibn Taymiyyah, *Al-Ijtihād al-Maqāṣidī*, 2: 43.

[34]: Ibn Taymiyyah, *Ḍawābiṭ al-Maṣlaḥah fī Sharī'ah al-Islāmīyah*, 216.

[35]: Ibn Taymiyyah, *Ḍawābiṭ al-Maṣlaḥah fī Sharī'ah al-Islāmīyah*, 232.

[36]: Ibn Taymiyyah, *Al-Ijtihād al-Maqāṣidī*, 2: 44.

[37]: Ibn Taymiyyah, *Ḍawābiṭ al-Maṣlaḥah fī Sharī'ah al-Islāmīyah*, 248.

[38]: Ibn Taymiyyah, *Al-Ijtihād al-Maqāṣidī*, 2: 49.

"مقاصد شریعت خواہ عمومی ہوں یا خصوصی، کلی ہوں یا جزی، نہیں ہے جائز ان کا قول کرنا، ان کی تحدید کرنا، ان کا اثبات و نفی کرنا مگر دلیل کے ساتھ، کیونکہ مقصد کی شریعت کی طرف نسبت ایسے ہی ہے جیسے کسی قول یا حکم کی اللہ کی طرف نسبت کرنا، کیونکہ شریعت اور قصد اللہ ہی کا ہے۔"

۲) مقصد کتاب اللہ کے معارض نہ ہو۔ [39]

جس چیز کو مقصود شرعی ٹھہرایا جارہا ہے وہ کتاب اللہ کے معارض نہ ہو اگر وہ کتاب اللہ کے صریح حکم کے معارض ہو گا تو اس کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔ مثلاً اگر کوئی شخص کتاب اللہ میں بیان کردہ حد سرقہ کو بنیادی انسانی حقوق کے خلاف ٹھہرائے اور انسانی حقوق کی رعایت کے مقصد کے پیشِ نظر اس کو قید میں بدل دے تو یہ مقصد باطل ہو گا۔ اسی طرح قرآن مجید میں بیان کردہ مصارف زکوٰۃ کی اگر کوئی رعایت نہ کرے اور انسانیت کی خدمت کے مقصد کے پیشِ نظر اموال زکوٰۃ کو فلاحی کاموں میں خرچ کرنے کی اجازت دے تو یہ مقصد بھی باطل ہو گا۔ علامہ نور الدین الخادمی اس قاعدہ کو "عدم معارضتھا للنص"[40] سے تعبیر کرتے ہیں۔

۳) مقصد سنت رسول اللہ کے معارض نہ ہو۔ [41]

جس مقصد کی بنیاد پر حکم لگایا جارہا ہے وہ خبر متواتر، خبر واحد مفید للیقین اور خبر واحد ظنی کے جمیع مدلولات کے خلاف نہ ہو۔ اگر مقصد ان کے معارض ہو گا تو اس کا اعتبار نہ ہو گا۔ اس ضمن میں فقہاء کرام نے خبر واحد پر عمل کرنے یا مصلحت کو اس پر مقدم کرنے کے حوالے سے شرائط بھی بیان فرمائی ہیں۔ جیسکہ ربوا کو بیع وسلم وغیرہ پر قیاس کرنا اور پھر اس کی بنیاد پر معیشیت کی جدید شکلوں کو جائز قرار دینا مثلاً ملائیشیا کی اسلامی امور سے متعلق فتویٰ کمیٹی نے فتویٰ دیا کہ اُمت کی تجارت وصنعت کی ترقی کی خاطر بینکوں کے قرضوں پر سود دینا اور لینا ضرورت کی بنیاد پر جائز ہے، پھر دس سال بعد اس کمیٹی نے اس فتویٰ کو فقہی اصولوں کے معارض ہونے کی بنیاد پر واپس لیا۔[42]

۴) مقصد اجماع کے معارض نہ ہو۔ [43]

جس مقصد کو مدار حکم بنایا گیا وہ اجماع کے معارض نہ ہو اگر وہ اجماع کے معارض ہو گا تو اس کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔ کیونکہ ادلہ شرعیہ میں کتاب وسنت کے بعد اجماع کا درجہ ہے۔ اجماع کی بنیادی طور پر دو قسمیں ہیں، اجماع قطعی، اجماع ظنی۔ اجماع قطعی کی مثال فرائض و عبادات ہیں یا اسی طرح ماں کی طرح دادی کا حرام ہونا، کسی عورت اور اس کی خالہ کو ایک نکاح میں جمع کرنے کی حرمت اور خنزیر کی چربی کی حرمت وغیرہ۔ یہ ایسے مسائل ہیں جو اجماع قطعیہ سے ثابت ہیں اور جن میں کسی مصلحت کی بنیاد پر تغیر و تبدل ممکن نہیں۔ جہاں تک اجماع ظنیہ کا تعلق ہے جو تغیر زمان و مکان اور تغیر احوال کے سبب تبدیل ہوتا ہے تو اس میں نئی مصلحت کی بنیاد پر حکم لگانا جائز ہے۔ اور یہ ایسا ہی ہے کہ نئی مصلحت کو پُرانی مصلحت پر ترجیح دینا۔ بشرطیکہ نئی مصلحت و مقصد قطعی و کلی ہو اور اس کا وقوع عام ہے۔ اس کی مثال

---

[39]: Ibn Taymiyyah, *Al-Ijtihād al-Maqāṣidī*, 2: 32.

[40]: Al-Ghazālī, *Al-Mustasfā*, 1: 179.

[41]: Al-Ghazālī, *Iḥyā' 'Ulūm al-Dīn*, 4: 115.

[42]: Al-Ghazālī, *Shifā' al-Ghālīl*, p. 220.

[43]: Al-Ghazālī, *Iḥyā' 'Ulūm al-Dīn*, 2: 241.

عہد صحابہ میں قریبی رشتہ داروں کی گواہی ایک دوسرے کے حق میں قبول کی جاتی تھی۔ پھر جب لوگوں کے احوال میں تبدیلی آئی تو ائمہ اربعہ کے عہد میں لوگوں کے حقوق کے پیش نظر قرابت داروں کی گواہی کو رَد کر دیا گیا اور اسے تہمت شمار کیا جانے لگا۔[44]

۵) مقصد قیاس کے معارض نہ ہو۔[45]

جس مقصد و مصلحت کی بنیاد پر حکم لگایا جارہا ہے وہ قیاس کے معارض نہ ہو۔ قیاس کو نص و اجماع کے بعد شریعت کے مصادر میں اہم درجہ حاصل ہے، اس میں علت مشترکہ کی بنیاد پر ایک چیز کا حکم دوسری چیز پر لگایا جاتا ہے اور حکم اور وصف کے مابین مناسبت کا پایا جانا بھی ضروری ہے، فقہاء اصولیین نے مناسبت کے مختلف درجات و مراتب بھی بیان کیے ہیں۔ مقصد کے قیاس کے معارض ہونے کی مثال نَبیر کا استعمال ہے بعض لوگوں نے لذت اور جسمانی فوائد کی مصلحت کے پیشِ نظر اسے جائز قرار دیا جبکہ یہ مصلحت قیاس کے خلاف ہے، قیاس کا تقاضہ یہ ہے کہ مسکر کی علت کی بنیاد پر وہ ناجائز ہو۔ اور یہ علت مصلحت کی بانسبت زیادہ اقوی ہے۔[46]

۶) مقصد کے حصول سے اس سے اہم مقصد فوت نہ ہو۔[47]

جس مقصد و مصلحت کی بنیاد پر حکم لگایا جارہا ہے اس کے حصول سے اس سے اہم مقصد فوت نہ ہوتا ہو اگر اس کے ذریعے دیگر اہم مصلحت کی تفویت لازم آئے تو پھر یہ مقصد معتبر نہ ہو گا۔ اس ضمن میں فقہاء نے مقاصد میں ترجیحات سے متعلق قواعد بھی بیان فرمائے ہیں، مثلاً ضروری مصالح کو حاجیاتی مصالح پر اور حاجیاتی مصالح کو تحسینی مصالح پر ترجیح حاصل ہو گی، اسی طرح حقیقی مصالح کو وھمی مصالح پر، قطعی مصالح کو ظنی مصالح پر، کلی مصالح کو جزوی مصالح پر اور عمومی مصالح کو خصوصی مصالح پر تعارض کی صورت میں ترجیح حاصل ہو گی۔ عصرِ حاضر میں مصالح میں تعارض کی مثال عورت کا خاندان کو مالی و اقتصادی طور پر مضبوط کرنے کے لیے ملازمت کرنا ہے، اس میں حفاظت مال کے مقصد کے پیش نظر جواز کا فتویٰ دیا گیا تاہم اگر عورت کے کام کرنے سے بچوں کی تربیت مفقود ہونے اور ان کے بے راہ روی اور نشہ آور چیزیں اختیار کرنے کا خطرہ ہو تو حفاظت عقل و نسل کے مقصد کے پیشِ نظر اس کو ملازمت ترک کرنی چاہیے اور یہ مصالح زیادہ اقوی و اولیٰ ہیں بانسبت مال کے حصول کے۔[48]

۷) مقصد معقولی ہو

جس مقصد کی بنیاد پر حکم لگایا جارہا ہے وہ معقولی ہو یعنی وہ فطرت سلیمہ کے موافق ہو، عقول سلیمہ اس کو قبول کریں اور لوگوں کے عرف میں اس کی مخالفت نہ کی جائے۔ جیسکہ کلیات خمسہ کی حفاظت، مجرم کو سزا دینا، ظلم، خیانت اور دھوکا دہی کا انکار کرنا، بھلائی، امانت اور سچائی سے محبت کرنا، مکان، بدن اور کپڑوں کی پاکیزگی اور زبان، نفس اور دل کی پاکیزگی وغیرہ ایسے مقاصد ہیں جن کی سلیم عقول نفی نہیں کرتیں۔[49]

---

[44]: Al-Shāṭibī, Abū Isḥāq, *Al-Muwāfaqāt*, 2: 101.
[45]: Al-Shāṭibī, *Al-Muwāfaqāt*, 3: 134, 135, 139, 156.
[46]: Al-Shāṭibī, *Al-Muwāfaqāt*, 1: 31.
[47]: Al-Shāṭibī, *Al-Muwāfaqāt*, p. 248.
[48]: Al-Shāṭibī, *Al-Muwāfaqāt*, p. 288.
[49]: Al-Shāṭibī, *Al-Muwāfaqāt*, 2: 26.

الغرض عصر حاضر میں معاصر فقہاء کرام نے جدید مسائل کے حل میں مقاصد شریعت سے بطور آلہ اجتہاد خصوصی اعتناء برتا ہے۔ اس کی بنیادی طور پر دو وجوہات ہیں پہلی وجہ یہ کہ مغرب کا پچھلی دو صدیوں سے سیاسی، معاشی، معاشرتی اور تہذیبی اعتبار سے پوری دنیا پر غلبہ ہے جبکہ دوسری وجہ نِت نئی سائنسی ایجادات ہیں جنہوں نے ایک طرف دنیا کا نقشہ بدل دیا تو دوسری طرف نئے مذہبی مسائل کو بھی جنم دیا۔ ان وجوہات کی بنیاد پر معاصر فقہاء کرام نے نِت نئی ایجادات، اخلاقی انحطاط، سیاسی، معاشی اور معاشرتی حالات میں تغیر اور عرف و احوال میں تبدیلی کے باعث مقاصد شرعیہ کی روشنی میں جدید مسائل کا حل دریافت کیا۔ معاصر فقہاء کرام میں علم مقاصد سے استمداد کے حوالے سے دو طرح کے رجحانات پائے جاتے ہیں، ایک رجحان روایتی علماء کا ہے جو مقاصد شریعت سے اخذ و استنباط کی ضرورت محسوس نہیں کرتے جبکہ دوسرا رجحان متجددین کا ہے جو ہر چیز کو علم مقاصد شرعیہ کے ترازو میں تولنے کی کوشش کرتے ہیں۔ لیکن محققانہ طرزِ عمل یہی ہے کہ مقاصد شریعت سے اخذ و استنباط کے دوران علماء مقاصد کے بیان کردہ حدود و ضوابط کا خیال رکھا جائے، ان قواعد و ضوابط کو متاخرین فقہاء کرام نے مزید منضبط کر کے اس طرح پیش کیا کہ مقصد شرعی ہو، کتاب اللہ، سنت رسول ﷺ، اجماع اور قیاس کے معارض نہ ہو، مقصد کے اختیار کرنے سے اس سے اہم مقصد فوت نہ ہو اور مقصد معقولی، منضبط اور کلی ہونا چاہیے وغیرہ۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Bibliography / کتابیات

* Al-Shāṭibī, Abū Isḥāq, *Al-Muwāfaqāt* (Beirut: Dār al-Kutub al-‘Ilmīyah, n.d.)
* Al-Ghazālī, Abū Ḥāmid, *Al-Mustaṣfā* (Beirut: Dār al-Fikr, n.d.)
* Al-Ghazālī, Abū Ḥāmid, *Iḥyā’ ‘Ulūm al-Dīn* (Beirut: Dār al-Ma‘rifah, n.d.)
* Ibn Taymiyyah, *Shifā’ al-Ghalīl* (Beirut: Dār al-Kutub, n.d.)
* Al-Qarāfī, *Anwār al-Burūq fī Anwā’ al-Furūq* (Beirut: Dār al-Fikr, n.d.)
* Ibn Taymiyyah, *Qawā‘id al-Aḥkām fī Maṣāliḥ al-Anām* (Beirut: Dār al-Fikr, n.d.)
* Al-Raysūnī, Aḥmad, *Al-Fikr al-Maqāṣidī* (Beirut: Dār al-Fikr al-Mu‘āṣir, 1999)
* Ibn Qayyim, *I‘lām al-Muwaqqi‘īn* (Beirut: Dār al-Kutub al-‘Ilmīyah, n.d.),